ڈاکٹر انجم رحمانی

قرآنی خط کا ارتقا

لاہور عجائب گھر کے مخطوطات کی روشنی میں

لاہور عجائب گھر میں اس وقت گیارہ سو کے لگ بھگ مخطوطات ہیں، جن میں قرآن مجید بھی شامل ہیں اور اس کے علاوہ یہ مخطوطات عربی، فارسی، پشتو، اردو، سنسکرت، ہندی، پنجابی، برمی، بنگالی، تھائی، ترکی، تبتی اور نیپالی زبانوں میں ہیں۔ یہ مخطوطات، عربی رسم الخط کی مختلف شاخوں، نستعلیق، شکستہ، گورمکھی، دیوناگری، شارداوغیرہ رسم الخطوں میں تحریر ہیں۔ ان میں کچھ مخطوطات اپنی انفرادی خصوصیات کی بنا پر دنیا میں کم یاب نوادر میں شمار ہوتے ہیں۔ مخطوطات متنوع موضوعات مثلاً قرآن، حدیث، جغرافیہ، انسائیکلوپیڈیا، تاریخ، کتب تذکرہ و رجال، رزمیہ کتب، کلاسیکی ادب، مثنویات، دواوین، کلیات، مناجات، سائنسی علوم اور فنون پر مشتمل ہیں۔ مخطوطات کاغذ کے علاوہ ہرن کی کھال، ناریل کے پتوں، لاکھ کی تختیوں اور بھوج پتر پر تحریر ہیں۔ یہاں جملہ مخطوطات کی تفصیل درج کرنے کی بجائے صرف چند نادر قرآنی مخطوطات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اصل موضوع پر آنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مخطوطات کے بارے میں چند بنیادی سوالات کے جوابات درج کردیے جائیں اور وہ بنیادی سوالات یہ ہیں:

۱۔ مخطوطہ کیا ہوتا ہے؟

۲۔ مخطوطے کی افادیت کا میعار کیا ہے؟

۳۔ مخطوطے کی اہمیت کی وجوہ کیا ہیں؟

مخطوطے سے مراد وہ تحریر ہے جو ہاتھ سے لکھی گئی ہو، خواہ وہ نقل ہو یا طبع زاد، مختصر ہو یا طویل، زیادہ مفید ہو یا کم مفید اور لکھنے کے لیے ہڈی، جھلّی، کھال، کاغذ، حریر، دھات، سوختہ مٹی، کلچ، پارچات، لکڑی یا پتھر استعمال کیے گئے ہوں۔ اس کا تعلق دیدہ زیب یا

بدنما ہوتے نہیں ہے۔ ہر مخطوطہ اپنی انفرادی اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور یہی انفرادی اور امتیازی حیثیت اس کی قدر و قیمت مقرر کرتی ہے۔ عام طور پر لفظ "مخطوطہ" کا اطلاق قلمی کتابوں پر ہوتا ہے اور یہاں بھی اس سے یہی مراد ہے۔

ایک مخطوطہ تحریر کی افادی حیثیت سے قابلِ قدر ہو سکتا ہے، دوسرا تحریر کی فنی حیثیت سے اور تیسرا افادی اور فنی دونوں لحاظ سے۔ چنانچہ ایک مخطوطے کو خاص معیار پر بھی پرکھا جا سکتا ہے اور بحیثیت مجموعی کئی معیاروں پر بھی۔ اس کے تعین کا انحصار زاویہ ہائے نگاہ پر ہے۔ مثلاً قدیم ہونا، مصنف کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہونا، اس کی حیات میں لکھا جاتا یا اس کی وفات کے قریبی عہد کی تحریر ہونا، منقش یا مصور ہونا، عمدہ خطاطی کا نمونہ ہونا۔ اہم کاتب، اہم شہر یا اہم تاریخی شخصیت کی تحریر ہونا۔ شاہی یا کسی تاریخی شخصیت کی سرپرستی کے نتیجے میں تخلیق ہونا، کسی اہم شخصیت سے منسوب ہونا، شاہی، تاریخی لائبریری کے ذخیرے کا حصّہ ہونا، منفرد، کم یاب یا نادر الوجود ہونا، موضوع کے اعتبار سے افادیت، انفرادیت اور صحت کا حامل ہونا۔ صحتِ متن کی خوبی کا حامل ہونا، اہم شخصیت کی تصنیف ہونا، اہم مصور یا نقاش یا جلد ساز کا کام ہونا، نادر طرزِ خط

مخطوطات جملہ اسلامی فنونِ لطیفہ میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ان سے مسلمانوں کی ثقافتی خدمات کی نشاندہی ہوتی ہے۔ انھیں یہ دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ ادنیٰ و اعلیٰ اور حاکم و محکوم سب نے اس فن کی ترویج و ترقی کے لیے جو کوشش کی وہ کسی اور فن کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس طرح مخطوطات ہمارے اسلاف کی تہذیبی اور ثقافتی ترقی کا مظہر ہیں۔ مزید براں یہ ان کی ان خواہشوں اور تمناؤں کی ترجمانی کرتے ہیں جو اشاعت و ترویجِ علم کے لیے وہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

مخطوطات کا مشاہدہ، مطالعہ اور تجزیہ، خطاطی، نقاشی، مذہّب کاری، فنِ تجلید، صنعتِ روشنائی، وصلی اور کاغذ سازی، رنگ سازی جیسے فنون سے روشناس کراتا ہے۔ اس کے علاوہ مخطوطات کاتبوں، مصوروں اور نقاشوں کی اس ذہانت کے عکاس بھی ہیں، جس سے کام لے کر انھوں نے فنِ خطاطی، فنِ نقاشی اور فنِ مصوری میں تنوع پیدا کیا اور کئی قسم کی اختراعات کیں۔ دورِ حاضر میں فنونِ لطیفہ کا طالب علم مخطوطات سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔

محققین کے لیے اس سے تحقیق کے بہت سے نئے دروازے کھلتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مخطوطات ذوق جمالیات کی تسکین کے سامان مہیا کرتے ہیں ۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں اور قرآن کے چند نادر مخطوطات کا ذکر کرتے ہیں۔

لاہور عجائب گھر میں قرآنی مخطوطات مکمل یا نامکمل کی تعداد تین سو کے لگ بھگ ہے۔ ان میں اکثر معرّیٰ اور بعض با ترجمہ اور با تفسیر ہیں۔ کتابت کے اعتبار سے ان کا تعلق پہلی صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک ہے۔ جو کوفی، مغربی، بہار، محقق، نسخ، غبار، ناخن، ثلث اور نستعلیق رسم الخطوں میں تحریر ہیں۔ اور یہ تمام رسم الخط روایتی، شہری، دیہاتی اور علاقائی طرز تحریر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اکثر نسخے سادہ ہیں، تاہم منقش نسخے بھی اچھی خاصی تعداد میں ہیں۔ ان میں سے اکثر کی سورتوں کے عنوانات بخطِ ثلث یا محقق ہیں۔ بعض کے عنوانات کوفی تزئینی میں بھی ہیں ۔ بعض نسخوں کی پہلی، درمیانی اور آخری سطریں بخطِ جلی کالی یا رنگین ہیں۔ تراجم اکثر شنگرفی روشنائی سے بخطِ نستعلیق تحریر ہیں۔ جغرافیائی اعتبار سے یہ نسخے تقریباً پورے عالم اسلام کے مختلف ممالک کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بالخصوص ان کا تعلق عرب، مصر، سوڈان، ترکی، وسطِ ایشیا، ایران، افغانستان اور برصغیر پاک و ہند سے ہے۔ ان میں سے ایسے نسخوں کی تعداد بھی خاصی ہے جو پنجاب کے علمی مراکز مثلاً لاہور، سیالکوٹ، ملتان وغیرہ میں تحریر ہوئے۔ متعدد کشمیری نسخے بھی موجود ہیں۔ ایک نسخہ ہرن کی کھال پر تحریر ہے، جب کہ باقی سب کاغذ پر لکھے گئے ہیں ۔

نسخوں کی نقاشی و تزئین کاری میں مصر و عراق کی خصوصی ہندسی اشکال، ارابیسک نمونے، ایران کی بیلیں، گل بوٹے اور سکرول، وسط ایشیا کے خوبصورت طمسے اور لوحیں، پاک و ہند کی بیلیں اور کشمیر کے خصوصی گل بوٹے سبھی شامل ہیں۔ آرائش کے یہ نقوش فن کاروں کی اس بے پناہ تکریم اور محبت کا مظہر ہیں جو قرآن سے متعلق ان کے دل میں موجود رہی ہے ۔

عام طور پر نسخے کے ابتدائی، درمیانی یا آخری دو دو صفحات، سورتوں کے عنوانات، حاشیے میں پارے کے ابتدائی مقامات، رکوع، ربع، نصف اور ثلث وغیرہ مقامات، شمسوں یا گلدستوں سے مزیّن کیے گئے ہیں۔ بعض نسخوں کے ابتدائی صفحات کو اور بعض کے پورے متن کو مذہّب، دندان موش سے مزین کیا گیا ہے ۔ کچھ نسخے ایسے بھی ہیں جن کے پورے متن کی

زین مذہب ہے۔ علامات، آیات، بالعموم سنہری دائرے یا منقش پھول کی صورت میں ہیں۔ ابتدائی دور کے قرآنی نسخوں میں آرائش و تزئین محدود پیمانے پر کی گئی ہے۔ قرون وسطیٰ میں سنہری اور لاجوردی رنگوں سے معیاری نقاشی اور مذہّب کاری وسیع پیمانے پر نظر آتی ہے۔ ایرانی اور وسط ایشیائی نسخوں میں لاجوردی اور طلائی رنگوں میں ایک توازن پایا جاتا ہے۔ مغلیہ دور کے نسخوں میں نقاشی کے لیے کئی اور رنگ بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ پنجاب کے نسخوں میں طلاکاری اور طلائی بیلوں سے تزئین نمایاں ہے۔ کشمیری نسخوں میں مشہور تزئینی "بوٹا" اور لاجوردی رنگ عام ہے۔ گو سنہری رنگ بھی استعمال ہوا ہے لیکن اس کا استعمال آخری زمانے میں آہستہ آہستہ کم ہو گیا تھا۔

ابتدائی دور کے نسخوں میں تذہیب و تزئین کا کام بہت قلیل پیمانے پر یا عام درجے کا ہے۔ قرون وسطیٰ کے نسخوں میں یہ کام معیاری اور بکثرت نظر آتا ہے۔ قرون اواخر میں شاہی اور سرکاری بے تعلقی کے سبب تزئین و نقاشی کا کام معیار اور مقدار کے اعتبار سے کم تر درجے کا ہے۔

اب یہاں قرآنی ذخیرے کے چند اہم مخطوطات کا مفصّل تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مخطوطات بخطِ کوفی:

اسلام سے قبل عرب میں جو رسم الخط رائج تھا وہ "خط نبطی" کے نام سے موسوم تھا۔ ابن ندیم کے مطابق ابتدائے عہدِ اسلام میں مروّج خط، "خطِ مکی" کے نام سے معروف ہوا جسے بعد ازاں مدینہ کی مرکزیت کی وجہ سے "خطِ مدنی" بھی کہا جانے لگا۔ یہی خط آگے چل کر "خطِ کوفی" کے نام سے رائج ہوا۔ دراصل خطِ کوفی ابتدائی قرآنی رسم الخط ہے جو اسلامی مرکز اور دارالحکومت کوفہ کی نسبت سے جانا جاتا ہے۔ یہ خط جلی حروف اور زاویہ دار جوڑ کے لیے معروف ہے۔ خاص طور پر 'م' اور 'و' کے سرے زیادہ ملے ہوتے ہیں۔ عمودی خطوط نسبتاً چھوٹے مگر متوازی اور افقی خطوط نسبتاً لمبے ہوتے ہیں۔ حروف کے جوڑ زاویہ دار ہوتے ہیں۔ مصر اور عراق کے خطِ کوفی میں افقی خطوط زیادہ واضح ہیں، لیکن ایرانی خطِ کوفی میں عمودی خطوط کو نسبتاً زیادہ نمایاں کیا گیا ہے۔ اس خط میں قدیم نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ نامہ ہائے مبارک ہیں جو آپ ؐ نے مختلف حکمرانوں کو دعوت اسلام کے سلسلے میں بھیجے تھے۔ محققین عام طور پر

ان کے رسم الخط کو خطِ حیری کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے بعد مصحف عثمان کے ان دو نسخوں کا نمبر آتا ہے جو اس وقت تاشقند اور ترکی کے توپ کاپی عجائب گھر میں محفوظ ہیں۔ مشہد میں کتاب خانہ آستانہ قدس میں ہرن کی کھال پر حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ وغیرہ سے منسوب کچھ نامکمل قرآنی نسخے رکھے گئے ہیں۔ بہاول پور لائبریری میں حضرت حسینؓ سے منسوب چند اوراق اور ایک نسخہ اُوچ گیلانی لائبریری میں ہے۔

ابتدا میں خطِ کوفی بغیر اعراب کے تھا۔ پہلے پہل اعراب کے لیے نقطوں کا رواج ابوالاسود دوئلی (۶۹ھ/۶۸۹ء) سے منسوب کیا جاتا ہے، جو حضرت علیؓ کے شاگرد تھے۔ بعدازاں مروان بن عبدالملک (۶۵ھ/۶۸۴ء - ۸۶ھ/۷۰۵ء) کے آغازِ خلافت میں حجاج بن یوسف نے اعراب، اعجام اور زیادات کے اہتمام میں خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد خلیل بن احمد بصری (م ۱۷۰ھ/۷۸۶ء) نے موجودہ اعراب کی صورت میں قرآنی متن کو رائج کیا۔ خطِ کوفی پانچویں صدی ہجری تک کسی نہ کسی صورت میں رائج رہا۔ لیکن بعدازاں نسخ کی مقبولیتِ عامہ کی وجہ سے اس کا رواج کم ہوگیا، یہاں تک کہ ساتویں صدی ہجری تک یہ محض قرآنی سورتوں کے آرائشی عنوانات یا عمارات کی آرائش و تزئین تک محدود ہوگیا۔

لاہور عجائب گھر کے ذخیرے میں کوفی قرآنی نسخوں کے صرف دو نمونے موجود ہیں۔ پہلا نمونہ (نسخہ نمبر ۱) چار قرآنی صفحات ہیں جو ہرن کی کھال کے تین اوراق ہیں۔ حضرت حسینؓ سے منسوب یہ متن کالی روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ اس پر اعراب کے لیے ابوالاسود دوئلی کی طرز میں سُرخ نقطے ہیں۔ آیات کی علامات ایک قسم کے منقش پھول ہیں جب کہ حاشیے میں ایک آرائشی گل مزیّن ہے۔ قرآنی صفحات، عمودی کی بجائے افقی رُخ ہیں۔ یہ اوراق اس لحاظ سے اہم ہیں کہ حضرت حسینؓ سے منسوب قرآن مجید کے جو چند اوراق دُنیا میں ایک دو جگہ پائے جاتے ہیں، ان میں سے پاکستان میں یہ تین اور اس کے علاوہ اسی نسخے کے کچھ اوراق سنٹرل لائبریری بہاول پور میں محفوظ ہیں۔ دونوں اداروں کے یہ اوراق لاہور کے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر مولوی حفظ الرحمان کا عطیہ ہیں۔ کیا یہ اوراق واقعی حضرت حسینؓ کی تحریر ہیں؟ اس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔ کیونکہ دستاویزی طور پر ان اوراق سے کوئی ایسی شہادت نہیں ملتی۔ البتہ ہرن کی کھال، طرزِ تحریر اور نقاط کا انداز

بالکل پہلی صدی ہجری کا ہے۔ البتہ آرائش و تزئین بعد کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ نمونہ کسی صورت میں حضرت حسین رضؓ کی تحریر نہ بھی ثابت ہو، پھر بھی یہ پہلی صدی ہجری کے خطِ کوفی کا نمونہ ضرور ہے۔

خطِ کوفی میں قرآن مجید کا دوسرا نسخہ ۲۲۴ ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے پاکستان میں اہم ترین نسخہ ہے اور دنیا میں موجود قدیم کوفی رسم الخط کے قرآنی نسخوں میں نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ یہ نسخہ ۲۵۳ اوراق پر مشتمل ہے۔ متن کا سائز ۲۷×۱۹۶۵ سم ہے اور مخطوطے کا سائز ۲۷×۲۹۶۵ سم اگرچہ یہ سائز اصل نہیں کیونکہ کنارے دیمک زدہ ہونے کی وجہ سے کاٹ دیے گئے ہیں۔ سطور فی صفحہ ۱۸ ہیں۔ آخر نامکمل ہے، جس کی وجہ سے کاتب کے نام کا پتا نہیں چل سکا۔

کیفیت اس نسخے کی یوں ہے، متن کوفی خط میں ہے اور پہلی، درمیانی اور آخری سطریں جلی قلم سے لکھی گئی ہیں۔ جلی سطور کے "الف" کا اوپر کا سرا موٹا اور بائیں طرف کو جھکا ہوا ہے، جب کہ نچلا سرا نوکدار اور دائیں طرف کو افقی ہے۔ عام متن میں زیادہ تر "الف" سیدھا ہے، لیکن بعض مقامات پر اس کا نچلا سرا مدوّر اور بائیں طرف مڑا ہوا ہے۔ کلمہ "فی" میں یائے معروف کی بجائے یائے مجہول کا استعمال ہے۔ تجنیس حرف کے لیے کالی روشنائی سے نہایت خفیف نقاط دیے گئے ہیں۔ اعراب کے لیے ابوالاسود دوئلی کی طرز میں سرخ نقاط ہیں، جب کہ تزئین کے لیے دو سرخ نقاط دیے گئے ہیں اور شد، مد، جزم، ہمزہ، رموز اوقاف، لفظ وقف، اور تزئینی علامات سبز روشنائی سے درج ہیں۔ جزم کے لیے ٥، ∩ علامتیں استعمال کی گئی ہیں۔ تزئینی علامتیں بعض اوقات جزم اور بعض اوقات ادغام کے مواقع پر استعمال کی گئی ہیں۔ رموز اوقاف ح، ع، لا، ط، عام طور پر درج ہیں۔ کہیں کہیں وقف کے لیے یہ علامت ۵ بھی درج ہے جو کالی روشنائی سے بنائی گئی ہے۔ ابتدائے سورت میں سورتوں کے نام اور رکوع کی تعداد وغیرہ پر مشتمل عبارتوں کی بیرونی لکیریں شنگرفی یا کالی ہیں، جب کہ ان کا بطن مذہّب ہے۔ سورتوں کے مقام نزول کے لیے مکہ و مدینہ کے الفاظ بھی سبز رنگ میں دیے گئے ہیں۔

حاشیے میں لفظ عشر کالی روشنائی سے لکھا گیا ہے، جب کہ لفظ "سجدہ" مذہّب مربع اشکال میں مطلا بخط کوفی تزئینی ہے۔ آیات کی تقسیم کے لیے ایک قسم کا تزئینی پھول بنایا

گیا ہے، جس کے بطن کا دائرہ سبز ہے اور جو پھول کی بیرونی حاشیہ بند لائن کو چار راست کالی لکیروں سے چھوتا ہے۔ اس پھول کی بیرونی حاشیہ بندی کی لائن کالی ہے جس پر چار حنائی نقاط ہیں۔ بیرونی حاشیہ بند لائن اور اندرونی دائرے کا درمیانی حصہ مذہّب ہے۔ آیات کی بعض علامات بے محل بھی ہیں۔ بعض اوقات ۵ شکل کی علامت بھی بطور تقسیم بندی آیات درج ہے۔

علاوہ ازیں حاشیے میں پانچ قسم کے تزئینی نقش و نگار ہیں۔ پہلی قسم سورۃ کے آغاز میں سورۃ کے نام وغیرہ پر مشتمل سطر کے سامنے حاشیے میں افقی انداز میں آنکھ نما برگی تزئین ہے۔ دوسری قسم کی تزئین گول شمسہ ہے، جو عام طور پر رکوع کو ظاہر کرنے کے لیے حاشیے میں دیا گیا ہے، اور اس کے نقش و نگار میں مدوّر پتیاں اور پھول شامل ہیں۔

تیسری قسم کی تزئین لمبوترے قندیل نما گلدستے ہیں جو کسی خاص مقام پر نہیں دیے گئے۔ چوتھی قسم مربع اشکال ہیں جو لفظ سجدہ کو ظاہر کرنے کے لیے مستعمل ہوئی ہیں۔ پانچویں قسم کی اشکال مستطیل ہیں جو کوفی تزئینی عبارتوں سے مزیّن ہیں اور بالعموم پارے کے آغاز کے مقام پر بنائی گئی ہیں۔ جملہ قسم کے یہ آرائشی نقوش طلائی، لاجوردی، حنائی اور سبز رنگوں سے مزیّن ہیں۔

متن کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ:-

۱ - اصل متن بخطِ کوفی مع خفیف سیاہ نقاط ہے۔

۲ - سُرخ نقاط ابھرے ہوئے ہیں اور بعض مقامات پر علامات آیات اور ان کے حنائی نقاط کے اوپر چڑھے ہوئے ہیں، اور بعض دفعہ علامات آیات یا ان کے نقاط سرخ لفظ سے دیے گئے ہیں۔

۳ - علامات آیات کے لیے اصل متن میں گنجائش نہیں رکھی گئی تھی اور موجودہ صورت میں وہ سب کی سب متن کے اوپر یا اِدھر اُدھر بنائے گئے ہیں۔ بعض اوقات جہاں ضرورت تھی وہاں یہ علامات نہیں ہیں اور بعض اوقات بے محل ہیں۔

۴ - سورتوں کے نام اور تعداد آیات وغیرہ بھی اصل متن میں درج نہیں ہیں۔ اس کا اندازہ ان مقامات سے ہوتا ہے، جہاں وہ متن میں درج ہے۔

۵ - مقامات نزول کے الفاظ یعنی مکیہ و مدنیہ بھی اصل متن میں شامل نہیں تھے۔ کیونکہ موجودہ

صورت تحریر میں وہ بھی بے محل نظر آتے ہیں۔

۶۔ علامات وقوف اور حرکات وسکنات بھی اپنی تحریر، قلم اور صورت کے لحاظ سے اصل متن میں بعد کا اضافہ معلوم ہوتی ہیں۔ بعض مقامات پر یہ علامات اب بھی موجود ہیں۔

۷۔ اسی طرح حاشیے میں تزئینی نقش و نگار کا موقع و بے موقع ہونا بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ تزئین اصل متن کے بعد کی ہے۔

مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

۱۔ اصل متن کوفی خط میں تھا، اور اس کے خفیف سیاہ نقاط تھے جو چوتھی صدی ہجری کی تحریر ہے۔

۲۔ سُرخ نقاط، تزئینی نقش و نگار، علامات آیات وغیرہ کا اضافہ بعد میں کیا گیا ہے۔ یہ اضافہ ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ امکان ہے کہ یہ سب کچھ چوتھی صدی ہجری کے اواخر یا پانچویں صدی ہجری کے نصف اول میں ہوا۔ حرکات و سکنات اور رموز اوقاف بھی بعد کا اضافہ ہیں، اور ان کا تعلق بھی پانچویں صدی ہجری کے نصف اول سے ہے۔

قیاس یہ ہے کہ یہ قرآن مجید پانچویں صدی کے اوائل تک علامات وغیرہ کے بغیر زیر تلاوت تھا۔ پانچویں صدی کے تیسرے ربع میں جب حجاج بن یوسف کا طرز اعراب و سکنات ابوالاسود دوئلی کے انداز پر غالب آیا تو اس قرآن مجید کو موقع و محل کے اعتبار سے ضروری اضافوں کے ساتھ کچھ اور وقت کے لیے زیر تلاوت رکھا گیا۔ یہ نسخہ خط کوفی سے خط نسخ کی طرف ارتقائی تبدیلی کی جملہ خصوصیات کا مظہر ہے۔ مزید برآں عام طور پر یہ مشہور ہے کہ یاقوت المستعصمی نے نسخی متن کو گیارہ سطور فی صفحہ اور پہلی، درمیانی اور آخری سطر کو جلی حروف میں لکھنے کا طریقہ رائج کیا۔ اس مقبول عام روش کے مطابق لکھے گئے جو نسخے دستیاب ہیں ان میں جلی سطور عام طور پر بخطِ ثلث ہیں جب کہ زیر نظر نسخے کی پہلی، درمیانی اور آخری جلی سطریں بخطِ کوفی تزئینی ہیں جو کہ صرف اسی نسخے کی خصوصیت ہے اور ایسی کوئی اور مثال فی الحال نظر سے نہیں گزری ہے۔

اس نسخے کی کتابت کہاں ہوئی؟ اس بارے میں ناجی زین الدین کی کتاب مصور الخط العربی کی پلیٹ نمبر ۸۰ کا نمونہ قابلِ ملاحظہ ہے جو کہ اس نسخے کی کتابت سے بہت حد تک مشابہ ہے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ زیرِ نظر نسخے میں پہلی، درمیانی اور آخری سطور جلی ہیں۔ البتہ ان دونوں نسخوں کے متن میں کچھ فرق ہے۔ اول زیرِ نظر نسخے میں دو قلم استعمال کیے گئے ہیں۔ پہلی، درمیانی اور آخری سطور کے لیے جلی اور باقی متن کے لیے عام قلم جب کہ مؤخر الذکر نمونے میں صرف عام قلم استعمال ہوا ہے۔ زیرِ نظر نسخے کی "ع" کی شکل قدیم طرز کی ہے، جب کہ موخر الذکر نمونے کی "ع" کتابت کے اعتبار سے قدرے ترقی یافتہ ہے۔ ثالثاً حروف کی تحریر کے اعتبار سے زیرِ نظر نسخہ قدیم اور موخر الذکر نمونہ ترقی یافتہ معلوم ہوتا ہے۔ تاج زین الدین نے موخر الذکر نمونے کو خطِ کوفی عراقی نمونہ قرار دیا ہے اور اسے ابن مقلہ (۲۷۲-۳۲۸ھ) سے منسوب کیا ہے۔

دونوں نسخوں کی کتابت کے جائزے سے یوں لگتا ہے کہ زیرِ نظر قرآن بھی اسی دور کی تحریر ہے، اور اغلباً عراق یا ایران میں تحریر ہوا ہے۔

بخطِ مغربی:

اس ذخیرے میں صرف ایک نسخہ بخطِ مغربی ہے۔ لمبے، جلی اور وسیع دائروں والے حروف خطِ مغربی کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اس خط کی ابتدا مصر کے مغرب میں واقع ممالک سے ہوئی اور اسی وجہ سے یہ اس نام سے معروف ہوا۔ یہ خط تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) میں مروّج خطِ کوفی کی ایک اختراع ہے۔ شمالی افریقہ میں بنو اغلب کے دار الحکومت قیروان میں اس کی نسبت سے قیروانی خط کہلایا۔ جب المغرب کا مرکزِ حکومت قیروان سے اُندلس منتقل ہوا تو یہ خطِ اُندلسی یا قرطبی مشہور ہوا۔

۶۱۰ھ (۱۲۱۳ء) کو وسطی افریقہ میں ٹمبکٹو شہر آباد ہوا اور اسلامی ثقافت کا مرکز قرار پایا تو یہ خط ٹمبکٹی یا سوڈانی کہلایا۔ آج نائیجیریا میں یہ خط "کانوری" کہلاتا ہے۔ افریقی ممالک میں مقامی ناموں کے اختلاف کے باوجود وہاں مروّجہ خطوط کو مجموعی طور پر خطِ مغربی کہا جاتا ہے۔ آج بھی یہ خط اپنی پہلی شکل و صورت میں رائج ہے۔ اس طرزِ تحریر کا قدیم نمونہ تیونس کی نیشنل لائبریری میں موجود ہے جو کہ چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح اس خط میں کچھ قرآنی نسخے برطانیہ اور دُنیا کے دوسرے عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔

قرآنی نسخہ نمبر ۶۸۵، اس ذخیرے کا واحد نسخہ ہے۔ مخطوطے کا سائز ۲۳×۶۵×۲۶۵ اسم اور

متن کا سائز ۱۴۶۵ × ۹۶۵ سم ہے۔ اوراق کی تعداد ۵۱۰۔ اور چودہ سطور فی صفحہ ہیں۔ زمانۂ کتابت انداز اً انیسویں صدی ہے۔ یہ نسخہ لاہور کے جناب بابر نسیم نے لاہور عجائب گھر کو بطور عطیہ دیا تھا۔ معطی کے بقول اس نے اپنے قیام سعودی عرب کے دوران یہ نسخہ ایک سوڈانی باشندے سے حاصل کیا تھا۔

کیفیت اس نسخے کی یوں ہے۔

متن۔ بخط مغربی کالی روشنائی سے لکھا گیا ہے، جب کہ سورتوں اور مقاماتِ نزول کے نام اور تعدادِ آیات متن کے بیچ ہی میں ہلکے سرخ رنگ سے درج ہیں۔ کلمہ "فی" کی یائے اوائل کوئی انداز میں یائے مجہول (ے) ہی ہے۔ ق پر صرف ایک نقطہ ہے۔ ف بغیر نقطے کے ہے۔ ہر صفحے کے متن کے اختتام پر حاشیے میں اگلے صفحے کی سطر کے ابتدائی دو حروف اوپر نیچے لکھے گئے ہیں۔ اعراب میں زبر، زیر، پیش درج ہیں۔ زبر، زیر، پیش حرف کے اوپر نیچے سطر کے رُخ خطِ مستقیم میں ہیں، جب کہ پیش اس صورت (ۃ) میں ہے۔ شدّ مروجہ شکل میں اور جزم اس (د) شکل میں ہے۔ رموز اوقاف اور رکوع، ربع، نصف وغیرہ کے الفاظ درج نہیں ہیں۔ گویا مغربی خط میں یہ نسخہ قدیم کوفی رسم الخط کی خصوصیات کا عکاس ہے۔ آیات کی علامات دو قسم کی ہیں۔ اولاً گول جن کا بطن زرد ہے، اور آوٹ لائن ہلکے سُرخ رنگ میں ہے۔ دوسری قسم میں تین دائروں کو یکجا کر کے پھول کی صورت میں منقش کیا گیا ہے۔ اس صورت میں بھی آوٹ لائن اور بطن زرد ہے۔ حاشیے میں دو طرح کی آرائشیں ہیں۔ ایک وہ جن کا بطن زرد اور ہلکے سرخ رنگوں سے مزیّن ہے۔ اور دوسری قسم لمبوتری قسم کی آرائش ہے، جو انہی رنگوں کی لکیروں سے مرتب ہے۔ سورۂ فاتحہ کے ابتدا کے ساتھ حاشیے میں تین مدوّر شمسے ہیں اور اس کے اختتام پر نیچے ایک مستطیل ہے، جو فرش نما ہندسی ڈیزائن میں سیاہ، زرد، اور ہلکے سرخ رنگوں سے مزیّن ہے۔ نیچے لفظ سورۃ اور دائیں ق اور بائیں کونے کے نیچے اس کا معکوس لکھا ہے۔

ورق ۲ پر بھی ایک عمودی رُخ مستطیل سے مزیّن ہے، جس کا بطن مدوّر شمسوں اور ہندسی ڈیزائنوں سے پیلے اور ہلکے سُرخ رنگ سے منقش ہے۔

ورق ۲۵۵ ب پر متن کے نیچے دو مستطیل چوکھٹے ہیں، جو ہلکے سُرخ اور زرد رنگوں سے

مزیّن ہیں۔ نچلا چوکھٹا سائز میں چھوٹا ہے، اور اس پر سورۃ مریم کے الفاظ درج ہیں۔ ورق ۲۵۶۔ الف پر بھی عمودی رُخ ایک مستطیل ہندسی اشکال سے مزیّن ہے۔ تزیئنی رنگوں میں ہلکا سُرخ، زرد اور سیاہ شامل ہیں۔ اس کی پشت (۲۵۶ ب) پر بھی ایک عمودی رُخ مستطیل ہے، جو ہندسی ڈیزائینوں سے مرتب ہے، جس کے چاروں کونوں سے ایک ایک شعاع نکل رہی ہے۔ نیچے سورۃ مریم کی عبارت درج ہے۔

یہ نسخہ ورق ورق ہے۔ راقم الحروف نے ۱۹۷۹ء میں خانہ کعبہ میں الجزائر اور دیگر افریقائی ممالک کے حاجیوں کو خطِ مغربی کے جن کلامِ پاک پر تلاوت کرتے دیکھا تھا، وہ بھی ورق ورق تھے۔ ایک الجزائری کی زبانی معلوم ہوا کہ وہاں اب بھی یہی رواج ہے۔ جلد چمڑے کی ہے۔

بخطِ بہار:

خطِ بہار عربی کی ایک خاص طرز ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک تزیئنی و آرائشی درجہ رکھتا ہے۔ بعض علما اِسے "آہار آلودہ" وصلیوں پر لکھا جانے کی وجہ سے "خطِ بآہار" کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جو وقت کے ساتھ "خطِ بہار" کی صورت میں رائج ہُوا۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ ہندوستان کے صوبہ بہار میں ایجاد ہونے کی وجہ سے "خطِ بہار" کہلایا۔ لیکن مسلّمہ رائے یہی ہے کہ یہ خط، خطِ گلزار وغیرہ کی طرح اپنی تزیئنی و آرائشی خوبیوں کی بناپر "خطِ بہار" کے نام سے موسوم ہوا۔

اس خط کے مقام ایجاد و اختراع کے بارے میں علما میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ صوبہ بہار (ہندوستان) کی ایجاد ہے۔ بعض کے خیال میں ترکستان میں ایجاد ہوا۔ اس لیے وہ اس خط کو "خطِ ترکستانی" بھی کہتے ہیں۔ لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے کہ اس خط کی ابتدا برصغیر پاک و ہند میں ہوئی، کیونکہ خطِ بہار کے ملنے والے نمونوں میں زیادہ تر نمونوں کا تعلق وہیں سے ہے۔

علما کے ایک گروہ کے نزدیک یہ خطِ تعلیق کے بطن سے پیدا ہوا۔ ایک دوسرا گروہ اسے خطِ کوفی کی اولاد قرار دیتا ہے۔ ایک اور طبقہ اسے کوفی اور نسخ کی درمیانی ارتقائی کڑی قرار دیتا ہے، لیکن زیادہ قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہ خطِ کوفی تزیئنی کی طرز کا ایک خط ہے۔

خطِ بہار کی ابتدا کس زمانے میں ہوئی؟ اس بارے میں بھی کوئی حتمی رائے موجود نہیں۔ ابتدائی خطِ بہار کا قدیم ترین نمونہ ایک قرآنی نسخہ ہے جو پاکستان کے قدیم قصبہ بندر لوہڑی (نزد ٹھٹھہ) کے کاتب الیاس بن قاضی ابوبکر بن نصر اللہ (۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء) کی کتابت ہے اور آج کل افغانستان کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ اس نسخے کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خط محمد تغلق (۱۳۲۵-۱۳۵۱) کے زمانے میں قرآنی خطاطی کے لیے استعمال ہو رہا تھا۔ اس خط کے نمونے مختلف لائبریریوں، عجائب گھروں اور کتب خانوں میں محفوظ مورّخ نسخوں کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خط اٹھارھویں صدی تک رائج رہا۔ اس خط میں قرآنی مخطوطات بکثرت ملتے ہیں۔ تفاسیر، عربی کتب اور پنجابی کتب کی اِکّا دُکّا مثالیں بھی نظر سے گزری ہیں۔ ذخیرے میں خطِ بہار کے نسخے بھی معقول تعداد میں ہیں جو اس خصوصی طرزِ خط کے مختلف ادوار کی نمایندگی کرتے ہیں۔ خط اور آرائش و تزئین کے اعتبار سے بعض نسخے نہایت نادر مثالیں ہیں۔ باقی نسخوں سے قطع نظر یہاں صرف ایک نسخے کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ یہ نسخہ عبداللہ بن بہاؤالدین نے (۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء) میں کتابت کیا ہے۔ تاریخ اور کاتب کے نام کی وجہ سے یہ خاصا اہم نسخہ ہے۔ کیونکہ بہاری قرآنوں میں ایسے نسخے بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں، جن پر کاتب کا نام اور تاریخ دونوں درج ہوں۔ نسخے کی پہلی، درمیانی اور آخری سطریں جلی قلم سے سُرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں۔ متن میں لفظ "اللہ" اور رموزِ اوقاف بھی سُرخ ہیں۔ ابتدائے سورت کی عبارت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی سُرخ روشنائی سے لکھی گئی ہے۔ پہلے، درمیانی اور آخری دو دو صفحات منقش حاشیوں سے مزیّن ہیں۔ بحیثیت مجموعی یہ ایک دیدہ زیب نسخہ ہے۔

خطِ نسخ

خطِ نسخ دراصل خطِ کوفی سے رواں تر خط تھا اور کوفی کے برعکس اس کے حروف گول اور ترچھے دائروں کی وجہ سے نمایاں ہیں۔ ابتدا میں اس کا نام خطِ بدیع تھا لیکن گذشتہ خطوں کے ناسخ ہونے کی وجہ سے یہ خط نسخ کے نام سے مشہور ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خط چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں ابن مقلہ (۳۲۸ھ/۹۴۰ء) نے ایجاد کیا۔ بعد ازاں ابن البواب (م ۴۲۳ھ/۱۰۳۱ء) اس خط کا کاتب اور مصلح گزرا ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے یاقوت المستعصمی (۶۶۷ھ/۱۲۶۸ء) اپنی اختراعات کی وجہ

سے خطِ نسخ کی تاریخ میں بڑا اہم مقام رکھتے ہیں ۔ یہ خط طویل العمر ہے اور آج تک مشرق میں قرآن کی کتابت کے لیے مستعمل ہے ۔ اس میں کئی نامور خطاط گزرے ہیں ۔ نستعلیق کی ایجاد تک یہ خط عام کتب کے لیے بھی استعمال ہوتا رہا ۔ لیکن بعدازاں یہ خط بالعموم قرآنی کتابت تک مخصوص ہوگیا ۔ اس خط میں قدیم ترین نسخہ ابن السکیت (۲۴۳ھ/ ۸۵۷ء) کی تصنیف "کتاب الالفاظ" ہے جو انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے ۔ اس کی کتابت ۳ ربیع الثانی ۴۶۱ھ/ ۳۰ جنوری ۱۰۶۹ء کو مشہور خطاط نوح بن عبدالرزاق البیہقی نے کی ۔ مصر، عراق، ترکی، ایران، پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں لکھے گئے، مختلف ادوار کے قرآنی نسخے دُنیا کے مختلف عجائب گھروں، کتب خانوں اور نجی ذخیروں میں محفوظ ہیں ۔

مرورِ ایام کے ساتھ اس خط میں کچھ علاقائی خصوصیات بھی پیدا ہوئیں ۔ علاوہ ازیں نقاشی اور سیاہی وغیرہ اس خط میں تحریر شدہ قلمی نسخوں کی شناخت میں کسی حد تک ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں ۔ آئندہ سطور میں اس خط میں تحریر شدہ چند اہم قرآنی نسخوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے ۔

قرآنی نسخہ نمبر ۸۲ بخطِ نسخ انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل ہے ۔ سائز مخطوطہ ۳۷٫۶۵ x ۲۶٫۶۵ سم اور سائز متن ۲۹ x ۱۹ سم ہے ۔ اوراق کی تعداد ۲۶۰ ۔ اور سطور فی صفحہ ۱۲ ہیں ۔ کاتب نامعلوم ہے لیکن اس نسخے کے ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ برجی اور مملوک خاندان کے الظاہر ابوسعید محمد جقمق (۸۴۸ھ/ ۱۴۴۴ء تا ۸۵۷ھ/ ۱۴۵۳ء) والیٔ مصر کے لیے لکھا گیا ۔ گویا شاہی نسبت کی وجہ سے یہ نسخہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے ۔ تزئین و آرائش اور نقاشی کے اعتبار سے مصری طرز کا یہ عمدہ نمونہ ہے ۔ خط مصری طرزِ تحریر کی بہترین مثال ہے ۔ مملوک حکمرانوں کے قرآنی نوادر تو اکثر ملتے ہیں لیکن ابوسعید محمد جقمق سے متعلق ایسے نوادر نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ اس لحاظ سے یہ نسخہ نہایت نادر ہے ۔ اس نسخے کی دیگر خصوصیات کچھ اس طرح سے ہیں ۔

متن کالی روشنائی سے بخطِ نسخ ہے ۔ کاتب نے متن کے بعض الفاظ متعلقہ سطر کے سامنے حاشیے میں مستطیل چوکھٹوں میں درج کرکے ندرت پیدا کی ہے ۔ ابتدا سے سورہ بنی اسرائیل پارہ پندرہ (ماسوائے سورۃ اعراف و ابراہیم) تک تمام سورتوں کے نام، تعداد آیات اور مقامات نزول کے لیے لفظ "مکیہ" و "مدنیہ" مستطیل چوکھٹوں میں آبِ زر بخطِ ریحان لکھے گئے ہیں ۔ ان چوکھٹوں کی زمین

نیلے، ہلکے، سُرخ، اور قرمزی رنگوں سے مزیّن ہے۔ بعدازاں (پندرہ سے پارہ ۳۰ تک) سورتوں کے نام، تعداد آیات اور لفظ "مکیہ" و "مدنیہ" عام زمین پر بغیر چوکھٹوں کے آبِ زر درج ہیں۔ البتہ سورۃ الکافرون سے والناس تک کی سورتوں کے نام وغیرہ سادہ چوکھٹوں میں ہیں۔ مدات، رموزِ اوقاف اور ابتدائی چند پاروں کے متن کے نیچے حروف کی تعداد کو ظاہر کرنے کے لیے ہندسے سُرخ ہیں۔ حاشیے میں حزب، ربع حزب، نصف حزب، ثم ارباع ثلاثہ، پاروں کے عربی لفظوں میں نمبر شمار، نصف، رکوع کے لیے "ع" وغیرہ الفاظ مطلا ہیں۔ بعدازاں حزب، ربع، حزب اور نصف حزب وغیرہ الفاظ مذہّب ہیں۔ باقی عبارتیں سُرخ، نیلی یا کالی روشنائی سے درج ہیں۔

ورق ۸۴ ب اور ۸۵ الف کے متن کی بعض سطور ورق ۱۰۶ الف اور ورق ۱۱۳ ب پر متن کے نیچے کالی روشنائی سے فارسی ترجمہ درج ہے، جو یقیناً بعد کا اضافہ ہے۔ متن کے پہلے دو صفحات کا بین السطور منقش موش دندان سے مزیّن ہے۔ اردگرد کی نیلی زمین مذہب بیل اور ارابیسک نمونوں سے مزیّن ہے۔ متن کے اوپر نیچے دو مستطیل چوکھٹے ہیں۔ ہر ایک کے اوپر نیچے ایک ایک حوضہ ہے، جس میں منقش زمین، سورتوں کے نام اور نیچے تعداد آیات اور مقاماتِ نزول کے نام مذہّب ہیں۔ لوح دار پٹی کے گرد ہلکے نیلے رنگ کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ آیات کی تقسیم کے لیے، پتیوں والا ایک پھول ہے، جس کی لائنیں کالی، زمین مذہّب اور بیرونی لائن بندی پر تین نیلے نقاط ہیں۔ حاشیے میں رکوع کے "ع" پارے کے لیے نمبر شمار، سجدہ، ربع؛ اور نصف وغیرہ عبارتوں کے اندراج کے لیے مدّور شمسے بنائے گئے ہیں۔ بعض مقامات پر تزئین معین نما اشکال سے کی گئی ہے۔ شمسے اور معین کے گرد پھول پتیوں کی تزئین بہت زیادہ ہے۔ آرائشی اشکال خاصی متنوع ہیں۔ یہ آرائشی کام بھی نصف اول تک محدود ہے۔ سورتوں کے نام کے لیے استعمال شدہ آبِ زر اب بھی تازہ بہ تازہ نظر آتا ہے۔ تزئینی رنگوں میں طلائی، لاجوردی، حنائی، اور سبز زیادہ نمایاں ہیں۔ تزئین، خط اور قدامت کے اعتبار سے نادر نسخہ ہے۔ نسخہ متاثرہ آب ہے۔

متن کے اختتام پر ورق ۲۶۰ الف پر بخط ثلث آمیز ابھرے ہوئے انداز میں یہ الفاظ درج ہیں۔ " مولانا السلطان المالک الملک الظاہر ابوسعید محمد حقمق "۔

اس عبارت سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجید مصر کے برجی مملوک سلسلے کے سلطان

الظاہر ابوسعید محمد چقمق (۸۴۲ - ۸۵۷ھ) (۱۴۳۸ - ۱۴۵۳ء) کے لیے لکھا گیا تھا۔ (ذخیرہ حفیظ الرحمٰن)

دبستان ہرات

دبستان ہرات کے نمائندہ نسخوں کی بھی ایک معقول تعداد اس ذخیرے میں شامل ہے۔ یہاں چند نہایت نادر نسخوں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

دبستان ہرات خطاطی، مصوری اور نقاشی کے میدان میں ہمیشہ نمایاں خدمات کی وجہ سے بڑی اہمیت کا حامل رہا۔ قرآنی نقاشی میں سولھویں صدی میں یہ شہر جاذب نظر لاجوردی اور طلائی رنگوں کے بکثرت استعمال کی وجہ سے بڑی نمایاں حیثیت حاصل کر گیا۔ ہمارے مجموعے میں حمائل شریف نمبر ۱۲۳ قدیم ترین نسخہ ہے جس کا یہاں تعارف کرایا جاتا ہے۔ یہ نسخہ بخط نسخ عمدہ، تحریر، قدامت، خطاطی اور نقاشی کے لحاظ سے بے نظیر نمونہ ہے۔ سائز مخطوطہ ۱۴×۱۰ سم اور سائز متن × سم ہے۔ اوراق کی تعداد ۴۲۸ ۔ اور سطور فی صفحہ گیارہ ہیں۔ کاتب اور تاریخ کتابت اگرچہ درج نہیں لیکن خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ خطاط ایک ماہر استاد تھا۔ کاغذ، سیاہی، خط اور نقاشی کے جائزے کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ آٹھویں صدی ہجری کے اواخر میں تحریر ہوا ہوگا۔ اس نسخے کی باقی خصوصیات کچھ اس طرح ہیں:-

متن بخطِ نسخ کالی روشنائی سے درج ہے۔ پہلی، درمیانی اور آخری سطر بخطِ ثلث جلی قلم سے تحریر ہوا ہے، جب کہ ان کی عبارتوں کے گرد سنہری آوٹ لائن ہے۔ مدات و رموز اوقاف سرخ ہیں۔ سورتوں کے نام مذہب بخطِ ثلث ہیں۔ حاشیے میں خمس وعشر کے الفاظ نیلے ہیں۔ حزب، رکوع کے لیے ع وغیرہ الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں جب کہ پاروں کے عربی نمبر شمار، سجدہ، ارباع ثلاثہ، ربع، النصف، ثلث وغیرہ الفاظ بخط ثلث ہیں۔ ہر سورۃ کے ابتدا میں متعلقہ صفحے کی پیشانی پر شکستہ مائل نستعلیق میں سورۃ کی فضیلت اور برائے وظیفہ تعداد خواندن وغیرہ درج ہے۔ آخری پارے کی چھوٹی سورتوں میں مذکورہ عبارتیں صفحے کے نیچے حاشیے میں سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں۔ اصل نسخے کے متن کے اختتام پر ایک اضافی ورق پر دعا ختم القرآن بخط نسخ سرخ روشنائی سے لکھی ہے۔

پہلا صفحہ بھی مرورِ ایام کے ساتھ اصل متن سے الگ ہو گیا ہے۔ چنانچہ تکمیل قرآن کے لیے ایک سادہ ورق ابتدائے نسخہ میں شامل ہے۔

صفحہ دو، جہاں سے سورۃ البقرہ شروع ہوتی ہے کے متن کے گرد حاشیے میں خوب صورت نقاشی کی گئی ہے۔ اوپر نیچے خوب صورت منقش چوکھٹے ہیں، جن کے حوضوں میں سورۃ البقرہ وغیرہ کی عبارتیں درج ہیں۔ متن کے دائیں بائیں عمودی صورت میں دو خوب صورت منقش چوکھٹے ہیں۔ یہ سب اشکال مذہب پٹیوں سے الگ الگ کی گئی ہیں جن کے گرد موتیا رنگ کی زنجیر ہے۔ نقاشی پھول بوٹوں، بیلوں اور ارابیسک نمونوں پر مشتمل ہے۔ رنگوں میں لاجوردی، طلائی، سُرخ و سیاہی مائل زیادہ نمایاں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا پہلا ورق بھی اسی طرز پر مزّین ہوگا۔ آیات کی علامات مدّور ہیں، جن کے بطن میں سرخ نقطہ اور بیرونی حاشیہ بند لائن پر چھ نیلے نقاط ہیں۔ لفظ خمس کے لیے حاشیے میں مدور شمسہ ہے، جس کی زمین مذہّب موش دندان اور اردگرد زنجیر اور نیلی پٹی سے مزّین ہے۔ معمولی لاجوردی شعاعیں بھی پھوٹ رہی ہیں۔ عشر کے لیے نوکدار شمسہ ہے جس کے بطن کی زمین مذّصب اردگرد لاجوردی پٹی مشتمل بر مذہّب نقاشی اور بیرونی آوٹ لائن مذہب ہے۔ اوپر نیچے منقش شعاعیں ہیں جو طلائی اور لاجوردی رنگ سے مزّین ہیں۔ ورق ۲۸۲ ب، اور ۲۸۳۔ الف بھی خوب صورت نقاشی کا نمونہ ہے۔ زمین کی اسکیم ورق ۲ لے جیسی ہے۔ البتہ نقاشی کے نقش و نگار مختلف ہیں۔ سورۃ کے نام، تعداد آیات پر مشتمل مستطیل چوکھٹے ۔ نقاشی اور زمین کی سکیم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ البتہ موتیا رنگ کی زنجیر سب میں شامل ہے۔ آرائشی رنگوں میں لاجوردی، طلائی، سُرخ، اور موتیا وغیرہ زیادہ نمایاں ہیں۔ متن کے آخری دو صفحات بھی خوب صورت نقاشی پر مشتمل ہیں۔ زمین کی اسکیم پہلے جیسی ہے۔ البتہ حاشیے اور پٹی کے نقش و نگار مختلف ہیں، البتہ رنگ وہی ہیں۔ تزئین میں نقاشی اور ارابیسک سے بخط نموتے زیادہ نمایاں ہیں۔ دونوں صفحوں کی بالائی مستطیلوں کے حوضوں میں لا یمسہ الا (دو دفعہ لکھا ہے) المطہرون اور نچلی مستطیلوں کے دونوں حوضوں میں تنزیل من رب العالمین کی عبارات درج ہیں۔ نقاشی خط اور سائز کے اعتبار سے انتہائی نادر نسخہ ہے۔

ترقیمہ کاتب یہ ہے۔ وتمت کلمۃ ربك صدقا وعدلاً لا مبدل لکلمتہ

ہرات سے متعلق دوسرا قرآنی مخطوطہ (پارہ پندرہ تا تیس) نمبر ۱۲۵ ہے۔ سائز مخطوطہ ۳۵ × ۲۳ سم، سائز متن ۲۵ × ۱۵ سم ہے۔ اوراق کی تعداد ۳۰۴۔ اور نو سطور فی صفحہ ہیں۔

کاتب محمد بن جنید بن محمود بن عبدالرحیم ہے۔ کتابت ۸۴۶ھ / ۱۴۴۲ء کو ہرات میں ہوئی۔ اگرچہ نسخے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ نسخہ کسی بادشاہ کے لیے یا شاہی فرمائش پر لکھا گیا تھا، لیکن نسخے کی نقاشی اور دوسرے خدوخال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ یقیناً شاہی نسخہ ہوگا۔ قیاس ہے کہ یہ نسخہ شاہ رخ میرزا کے لیے لکھا گیا تھا کیونکہ اس زمانے میں ہرات کا وہی حکمران تھا۔ کاتب کے بارے میں تذکروں میں کچھ نہیں ملتا، لیکن خط دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ کاتب خط نسخ کا بہت بڑا استاد تھا۔ نقاشی بھی نہایت عمدہ اور اعلیٰ پائے کی ہے۔ نسخے کی دوسری خصوصیات کچھ یوں ہیں:۔

متن بخط نسخ کالی روشنائی سے لکھا گیا ہے جب کہ اس کی پہلی، درمیانی، اور آخری سطر جلی بخطِ ریحان ہے۔ سورتوں کے نام، مقامِ نزول و تعداد آیات مذہب بخط ثلث ہیں بین السطور فارسی ترجمہ بخط نستعلیق سُرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ مدآت و رموز اوقاف بھی سُرخ ہیں۔ حاشیے میں عربی تفسیر باسناد حضرت عبداللہ ابنِ عباس کا سرخ عربی متن بخطِ نسخ اور ترجمہ کالی روشنائی سے بخط نستعلیق ہے۔ ابتدائے پارہ کی پہلی سطر کے سامنے حاشیے میں پارے کا نمبر شمار (مثلاً جزء ۱۵) حروف "ع" و "ح" سجدہ وغیرہ بھی سُرخ ہیں۔ البتہ حزب الجزو نصف السبع، الرابع، الثالث بعض اوقات سجدہ وغیرہ کے الفاظ حاشیے میں مذہب ہیں۔ کہیں کہیں لفظ خمس اور عشر بھی حاشیے میں درج ہیں جو مذہّب اور بخطِ کوفی تزئینی ہیں۔ متن دوہری جدول سے مزیّن ہے۔ ہر صفحے کے متن کی زمین پانچ مستطیل کالموں میں منقسم ہے۔ جلی محقق میں سطور کے متن کی تزئین مذہب، بیلوں، پھول، بوٹوں، اور دیگر نقش و نگار سے کی گئی ہے۔ خفی متن کے دونوں سروں پر خالی جگہ چھوڑ کر عمودی خوب صورت مستطیل چوکھٹے بنائے گئے ہیں، جن میں کہیں کہیں سُرخ روشنائی سے حواشی لکھے گئے ہیں جو فارسی زبان میں ہیں۔ بعض ایسے کالموں میں خوب صورت نقاشی بھی کی گئی ہے۔ ہر سطر دوسری لائن سے جدا ہے، بیچ میں ترجمہ ہے، سورتوں کے نام وغیرہ کے مستطیل چوکھٹے بھی خوب صورت مذہب سکرول سے مزیّن ہیں، خفی متن میں آیات کی علامات مدوّر ہیں، جن کے بطن کے مرکز میں حنائی نقطے اور ارد گرد کی زمین مذہب اور بیرونی حلقہ بند لائن پر پانچ لاجوردی نقاط ہیں۔

جلی تین سطور کے متن کی علاماتِ آیات پانچ پتیوں والا پھول ہے، جس کے بطن کے مرکز میں حنائی نقطے اور دائرے پر پانچ لاجوردی نقاط ہیں۔ حاشیے میں دو طرح کے تزئینی نقوش ہیں۔ اوّل

مدور شمسے جن کا بطن لاجوردی اور مذہب نقش و نگار یا بیل پر مشتمل ہے۔ اردگرد کی مدور پٹی مذہب ہے، اس سے پھوٹنے والی شعاعیں لاجوردی ہیں ۔ دوسری قسم کا نقش سنہری باڈر والا نوکدار شمسہ ہے، اس کا بطن بھی لاجوردی اور مذہب نقش و نگار سے مزین ہے۔ اوپر کی نوک مذہب شاخ دار پانچ پتیوں پر مشتمل ہے۔ اس نوک کی گردنے کی پٹی سے گلدستے کا تاثر ملتا ہے ۔ درمیانی پٹی کی نوک کے اوپر لاجوردی شعاع ہے ۔ نچلی نوک بھی تین پتوں یا پھولوں سے مزین ہے ۔

ہر پارے کے ابتدا میں "الجزء نمبر" کی عبادت نوکدار شمسے میں سجائی گئی ہے۔ عام طور پر مدور شمسے دائیں ہاتھ کے صفحے کے حاشیے میں، جب کہ نوک دار شمسہ بائیں ہاتھ کے حاشیے میں آراستہ ہے ۔ کوشش کی گئی ہے کہ دونوں صفحات کے یہ نقوش ایک سیدھ میں رہیں، البتہ جمود کو ختم کرنے کے لیے مختلف صفحات پر ان کے مقامات کو بیک وقت اوپر نیچے سرکا دیا گیا ہے۔ بعض صفحات میں یہ ترتیب موجود نہیں۔ خطاطی اور تزئینی معیار کے اعتبار سے انتہائی اعلیٰ پائے کا نسخہ ہے۔ ظاہری خدوخال سے یہ ایک شاہی نسخہ معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن شواہد کی عدم موجودگی میں اس سلسلے میں حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے ۔

یہ نسخہ ترجمے کے خط کے اعتبار سے بھی خط نستعلیق کی تاریخ میں نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ ترجمہ پختہ نستعلیق خط میں ہے جو اس کے موجد سلطان علی مشہدی کی وفات (۸۱۳ھ/۱۴۱۰ء) کے ۳۲ سال بعد ہی یعنی نہایت تھوڑے عرصے میں انتہائی پختگی کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔

سورہ والناس کے خاتمے پر حاشیے میں کچھ عبارتیں ہیں جن کے بعض حروف ناقابلِ خواندہ حد تک مٹ گئے ہیں۔ اب صرف اس قدر عبارت پڑھی جا سکتی ہے ۔ " تفسیر ابن عباس بتاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی یک شنبہ ز صد نود و چہار تحریر یافت وغیرہ ۔"

سورۃ والناس کے اختتام پر پانچویں مستطیل چوکھٹے میں مزین زمین پر صدق اللہ العلی الاعلی کی عبارت ہے ۔ ورق ۳۰۱ ب پر ترقیمہ کاتب یہ ہے ۔

" وقد فرغ من کتابت کلام اللہ المجید بعون الملک الوھاب اقل عباد اللہ المھیمن المعبود محمد بن جنید بن محمود ویوفقہ تعلیٰ لابقاء اثار مساعیہ فی صفحا الایام واوصلہ متحلی بحلیہ العافیہ الی دار السلام فی یوم الجمعہ ذی القعدہ

الحرام سنته ست وادبعين وثمان مائة الهجريه - اس کے بعد اسی ورق کے نیچے هذا الدعاء فی ختم القرآن بخط ثلث کے مذہّب عنوان کے تحت ایک دعا شروع ہوتی ہے جو ورق ۱۰۴ - ۳ - الف پر ختم ہوتی ہے - ان اوراق کی کتابت اور زمین کی تیاری گذشتہ متن جیسی ہے -

۱۰۴ ب پر بخط ثلث جلی قلم سے تین سطور میں یہ عبارتیں درج ہیں -

کتبه عبادالله احقر خلق الله المهيمن المعبود محمد بن جنيد ابن محمود ابن عبدالرحیم الحافظ فی یوم الجمعة غرة ذی العقدہ الحرام سنة اربعین وثمان مائة ان کے نیچے فارسی میں بخط نستعلیق اس عبارت کا ترجمہ سُرخ روشنائی سے رقم ہے -

ابتدا میں ۳۵ صفحات پر مشتمل عربی میں مقدمہ رواں قلم میں بخط نستعلیق ہے - سرورق پر فارسی میں بخطِ نستعلیق یہ عبارت درج ہے -

" بعونہ سبحانہ تعالیٰ شانہ ایں نیمہ کلام مجید بھدیہ مولوی محمد جان ساکن یوسف زئی در ماہ شوال ۱۲۶۰ھ بملکبندہ درگاہ دین محمد در لاہور گرفتہ شد "

پورا نسخہ برائے حفاظت لیمینٹ کیا گیا ہے -

یہ نسخہ ۱۲۱ لاہور کارپوریشن کے سابق ایڈمنسٹریٹر میاں سعید احمد کی والدہ نے بطور عطیہ پیش کیا -

دبستان مغلیہ

سولھویں، سترھویں اور اٹھارھویں صدی عیسوی میں ایران اور برصغیر پاک و ہند میں خطاطی اور نقاشی میں بڑی حد تک مماثلت پیدا ہوگئی تھی، وجہ یہ تھی کہ برصغیر میں مغلیہ سلطنت کے قیام سے بہت پہلے ایرانی فن کاروں نے مغل حکمرانوں کی سرپرستی کی وجہ سے برصغیر کا رُخ کیا، اور اس طرح آمد و رفت کا یہ سلسلہ مسلسل جاری رہا - گویا اس زمانے میں لکھے جانے والے قرآنی نسخوں میں یہ تمیز کرنا بہت مشکل تھا کہ وہ ایران میں لکھا گیا یا افغانستان میں یا برصغیر میں - البتہ بہت باریک بینی سے بعض علاقائی خصوصیات کی بنا پر ان نسخوں میں امتیاز کرنے میں کسی حد تک کامیابی ہو سکتی ہے - اس دور کے قرآنی نسخوں میں جو شے مشترک ہے وہ نقاشی ہے، جس میں ہندسی، بیلدار نقوش کے علاوہ سکرول، گلدستے، شمسے سبھی ملتے ہیں - اس دور کے چند نمایندہ نسخوں کا تعارف یہاں کرایا جاتا ہے -

حمائل شریف نمبر ۲۱ بخط نسخ ہے - خطاطی اور نقاشی کے اعتبار سے یہ نہایت عمدہ نسخہ ہے -

کاتب محمد حسین شیرازی کا عہدِ اکبری سے تعلق ہے۔ اس کاتب کی ایک حمائل شریف نیشنل میوزیم کراچی میں محفوظ ہے۔ کیفیت اس نسخے کی یہ ہے کہ سائز مخطوطہ ۱۹ × ۵ء۶ء۱۰ سم، سائز متن ۱۴ × ۷ سم،
اوراق کی تعداد ۲۸۹، سطور فی صفحہ ۱۵ ہیں۔ سال کتابت ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۱ء ہے۔

متن کالی روشنائی سے عمدہ نسخ میں لکھا گیا ہے۔ "مدات" علامات، وقوف و رموز، قرأ ۲ سرخ روشنائی سے درج ہیں۔ سورتوں کے نام مذہّب چوکھٹوں میں زرد ہیں، جن کے حروف کی آؤٹ لائن سیاہ ہے۔ حاشیے میں لفظ خمس، عشر، سجدہ، حزب، مذہّب و مطلا ہیں، جب کہ احزاب، الجزء وغیرہ الفاظ سرخ ہیں۔

" وقف النبی " اور " وقف القرآن وغیرہ بھی مذہّب آوٹ لائن کے اندر سرخ ہیں۔ حاشیے کی دیگر عبارتیں اور وضاحتیں بھی سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں۔ آغاز نسخے میں ابتدائے متن سے پہلے دو اوراق ہیں جو اصل نسخے کا حصہ ہیں، جن میں سے ورق الف پر رموز قرأ ۲ اور علامات وقوف وغیرہ کا چارٹ مستطیل خانوں سے مذہّب ہے۔ ان خانوں کو مذہّب لائنوں سے الگ کیا گیا ہے۔ ان خانوں کی عبارتوں کے اردگرد کی زمین ارابیسک مطلا نقاشی سے مزیّن ہے۔ ورق ۲۔ الف پر "مما جربہ الاکابر قضاء الحوائج مکررا" و اذا بلغ محل الاستجابہ قل" کے دو عنواناات کے تحت عربی عبارتیں درج ہیں۔

ورق ۲ ب پر سورتوں کے نام مع نمبر شمار اور ان سے متعلقہ سپاروں کے نام مع اوراق نمبر درج ہیں۔ سورتوں کے نام کالی روشنائی سے نسخ ثلث ملے جلے خطوں میں ہیں، جب کہ سورتوں کے آغاز کے اوراق نمبر، پاروں کے نمبر شمار، خط ثلث نما نسخ میں سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

متن کے ابتدائی دو صفحات پر انتہائی خوب صورت نقاشی کی گئی ہے۔ دونوں صفحات کے متن کا بین السطور مذہّب موش دندان سے مزیّن ہے۔ متن کے گرد آسمانی رنگ کی زمین پر مذصب سکرول ہیں، جس میں حنائی رنگ کے نقاط سے نقاشی کی گئی ہے۔ دونوں صفحات پر متن کے اوپر نیچے دو مستطیلیں ہیں، جن کے حوضوں میں علی الترتیب سورتوں کے نام، مقام نزول اور تعداد آیات بخط ثلث مرقوم ہیں۔ اردگرد کی زمین منقش ہے۔ حاشیہ بھی سکرول سے مزیّن ہے۔ تزئینی رنگوں میں آسمانی اور طلائی رنگ نمایاں ہیں۔ متن کی زمین زر پاشی سے آراستہ ہے۔ متن

دوہری جدول سے مزین ہے اور آیات کی تقسیم کے لیے مذہب گول دائرے ہیں جن کے بطن میں ایک غیر مرئی لائن ہے ۔ ان دائروں کی آؤٹ لائن سیاہ ہے ۔ سورتوں کے لیے مستطیل چوکھٹوں کی مذہب عبارتوں کے وسط میں اور بعض اوقات سورتوں کے نام وغیرہ دائیں بائیں چوکھٹے کے اندر سجا کر تزئینی تنوع پیدا کیا گیا ہے ۔

عمدہ خطاطی کے اعتبار سے یہ ایک نادر نمونہ ہے ۔ ورق ۲۹۱ الف پر کاتب کا ترقیمہ یہ ہے ۔

"العبد المذنب الراجی محمد حسین شیرازی فی ۱۰۰۱ھ"

سرورق پر ایک چھوٹی سی مہر بھی ہے ، جس کی عبارت احمد سعید احمد ہے ۔

یہ نسخہ میجر کفایت علی المعروف بہ اسے پنجابی (مصنف کانفڈریسی آف انڈیا) نے عجائب گھر کو بطور عطیہ پیش کیا ۔

نسخہ نمبر ۹۲۰ تاریخی نوعیت کا حامل ہے ۔ نسخے کے ترقیمے کے مطابق سیالکوٹ کے کاتب ابراہیم سیالکوٹی نے اس کی کتابت ۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۰ء میں کی ۔ پختہ خطاطی اور نقاشی کی وجہ سے یہ عہد عالمگیری کے پنجاب کی خطاطی کی تاریخ خطاطی کا ایک ذیلی عنوان بن سکتا ہے ۔ اس کے ترقیمے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ نواب ابراہیم خاں (غالباً علی مردان کا بیٹا مراد ہے) کے ملک میں لکھا گیا تھا ۔

اسی طرح حمائل شریف نمبر ۲۶ محمد یوسف خطاط لاہور کی قلمی کوشش کا نتیجہ ہے ۔ سائز مخطوطہ ۱۱ × ۶۲۵ سم سائز متن ۷ × ۳۶۵ سم ، اوراق کی تعداد ۲۲۱ سطور فی صفحہ ۷ ، ار تاریخ کتابت ۱۱۲۰ھ / ۱۷۰۸ء ہے ۔ وفات عالمگیر (۱۷۰۷ء) کے ایک سال بعد کا یہ نسخہ متاخر مغل دور کی ثقافتی تاریخ کا سر عنوان ہے ۔ بعد ازاں لاہور ہی کے مشہور فقیر خاندان کے فقیر سید محمد جمال الدین رئیس لاہور کے لیے امام الدین تاجی نے ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء میں اس نسخے کی تصحیح کی تھی ۔ چھوٹے سائز میں یہ نادر نسخہ ہے ۔

حمائل شریف نمبر ۱۹ مکتوبہ عبد الکریم بن شیخ احمد پنجاب کی بیلدار مذہب نقاشی کا جاذب نظر نمونہ ہے ۔ قرآن مجید نمبر ۶۸۳ تزئین اور سائز کے اعتبار سے تاریخ خطاطی میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے ۔ یہ نسخہ بڑے سائز (۲۹ × ۲۴ سم) کی وجہ سے جملہ قرآنی نسخوں میں منفرد ہے ۔ اس کے ابتدائی دو صفحات کے حاشیے کی نقاشی نہایت عمدہ ہے ۔ محمد جعفر ابن محمد صادق استر آبادی نے یہ نسخہ نہایت عمدہ خط میں ابوالحسن خان ابن محمد مخدوم کو درہ کے زمانے میں سال ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء میں

قلعہ ارکاٹ میں تحریر کیا، جب کہ نواب حراست خاں قلعہ دار تھا۔ اسی طرح حمائل شریفین نمبر ۱۴۷ اور ۲۴۶ کے متون کی زمین مذہّب ہے۔ بھرپور طلاکاری، عمدہ نقاشی اور خطاطی کے اعتبار سے یہ دیدہ زیب نسخے ہیں۔ دونوں کے حاشیوں کے شمسوں اور نقاشی کے معیار میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نسخے ایک ہی فن کار کی کاوش ہیں۔

حمائل شریف نمبر ۶۸۲ سائز ۵½ × ۵½ سم) ایک ہشت پہلو نسخہ ہے۔ سائز کے اعتبار سے لاہور عجائب گھر کے ذخیرے میں یہ سب سے چھوٹا نسخہ ہے۔ ندرتِ سائز کے اعتبار سے بھی یہ نسخہ بہت وقعت رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے نسخے لکھنے کا رواج عہدِ جہانگیری کے کاتب عبدالباقی حداد سے ہوا، ایسے نسخے دراصل سفر میں گردنوں وغیرہ میں لٹکائے جاتے ہیں۔ خطاطی کی اصطلاح میں حمائل سے بھی یہی مراد ہے۔

قرآن مجید نمبر ۴۴۴ (عطیہ جلال الدین ٹرسٹ) لاہور عجائب گھر میں سائز کے اعتبار سے سب سے بڑا نسخہ ہے۔ سائز ۶۹ × ۴۶ سم میں بہت ضخیم ہے۔ گیارہ سطور فی صفحہ ہیں۔ متن دوہری جدول سے مزین ہے۔ اندرونی جدول میں ایک سیاہ خط لگا کر نصف سنٹی میٹر کی زرد پٹی بنائی گئی ہے۔ پھر دو سیاہ خط ہیں اور ان کے بعد سُرخ خط، ۳½ سم کے فاصلے پر ایک نیلی جدول ہے۔ آیات کے نشانات کے اندر سنہری پھول ہیں۔ مدّات اور بعض اعراب سُرخ ہیں۔ حاشیے میں جابجا سنہری شمسے ہیں۔ سورتوں کے نام وغیرہ بھی سُرخ ہیں، پارے کی پہلی آیت سُرخ اور حاشیے میں اس کا عدد بھی دیا ہے۔ کرم خوردگی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ کاتب غلام محی الدین ہے اور کتابت ۱۲۱۸ھ کی ہے۔ یہ نسخہ کلام پاک مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنے مشیر اور وزیر فقیر سید نورالدین بخاری کو بطور تحفہ دیا تھا۔

دبستان کشمیر

جب مغلیہ سلطنت کی مرکزی حیثیت ختم ہو گئی تو فن کار شاہی سرپرستی سے محروم ہو کر دوسری پناہ گاہوں کے متلاشی ہوئے۔ ان حالات میں ریاستی حکومتوں میں کسی حد تک ان کی پذیرائی ہوئی۔ انیسویں صدی کی تہائی تک کشمیر میں ایسے قرآنی نسخے لکھے گئے جو نقاشی کے اعتبار سے گذشتہ ادوار کی نقاشی سے منفرد تھے۔ اسی زمانے میں اس طرز میں بعض نسخے برصغیر کے دوسرے حصّوں میں کشمیری کاتبوں کے نسخے بھی ملتے ہیں۔

عجائب گھر (لاہور) کے ذخیرے میں اس دبستان کے نمائندہ نسخوں کی تعداد بھی معقول ہے۔ ان میں سے نسخہ نمبر ۱۵ ، نمبر ۱۱۷ ، نمبر ۴۲۲ نقاشی کے اعتبار سے بہت نمایاں ہیں ۔ نسخہ نمبر ۱۵ کثرت الواح ، لاجوردی اور طلائی رنگوں میں نقاشی کی آب وتاب کی وجہ سے بے نظیر ہے۔ یہی حال نسخہ نمبر ۴۲۲ کا ہے ۔ دونوں کی تزئین کاری ایک دوسرے سے بڑی حد تک مماثل ہے ۔ معلوم ہوتا ہے یہ دونوں نسخے انیسویں صدی کے ایک ہی کشمیری فن کار کی محنت کا ثمرہ ہیں۔ نسخہ نمبر ۱۱۷ کشمیر کے مثالی "بوٹے" سے مزیّن ہونے کی وجہ سے ایک جاذبِ نظر پارہ حُسن ہے ۔

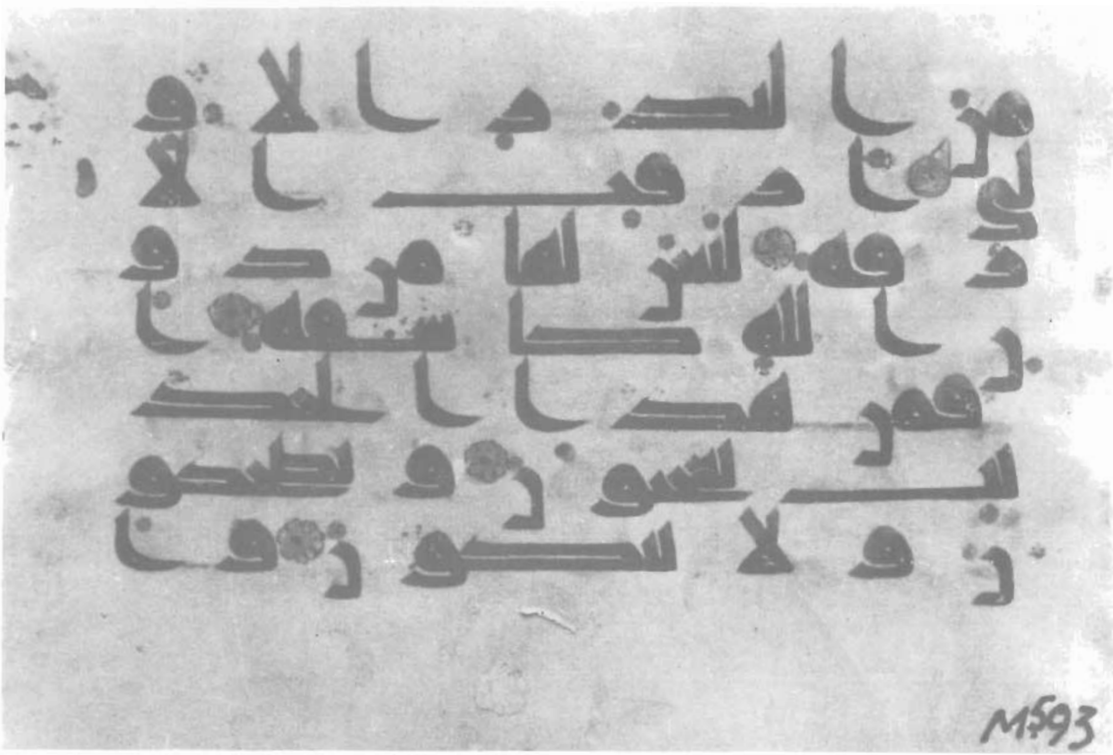

نسخہ نمبر ۳-C

نسخہ نمبر ۶۸۲

قرة أعين واجعلنا للمتقين
إماما أولئك يجزون الغرفة بما صبروا ويلقون
فيها تحية وسلاما خالدين فيها حسنت مستقرا
ومقاما قل ما يعبؤا بكم ربي لولا دعاؤكم
فقد كذبتم فسوف يكون لزاما
مكية
بسم الله الرحمن الرحيم
طسم تلك آيات الكتاب المبين لعلك
باخع نفسك ألا يكونوا
مؤمنين إن نشأ ننزل عليهم من السماء آية
فظلت أعناقهم لها خاضعين وما يأتيهم
من ذكر من الرحمن محدث إلا كانوا عنه
معرضين فقد كذبوا فسيأتيهم أنباء ما كانوا
به يستهزءون أولم يروا إلى الأرض كم أنبتنا
فيها من كل زوج كريم إن في ذلك لآية
وما كان أكثرهم مؤمنين وإن ربك لهو
العزيز الرحيم وإذ نادى ربك

نسخة نمبر ٢٢٧

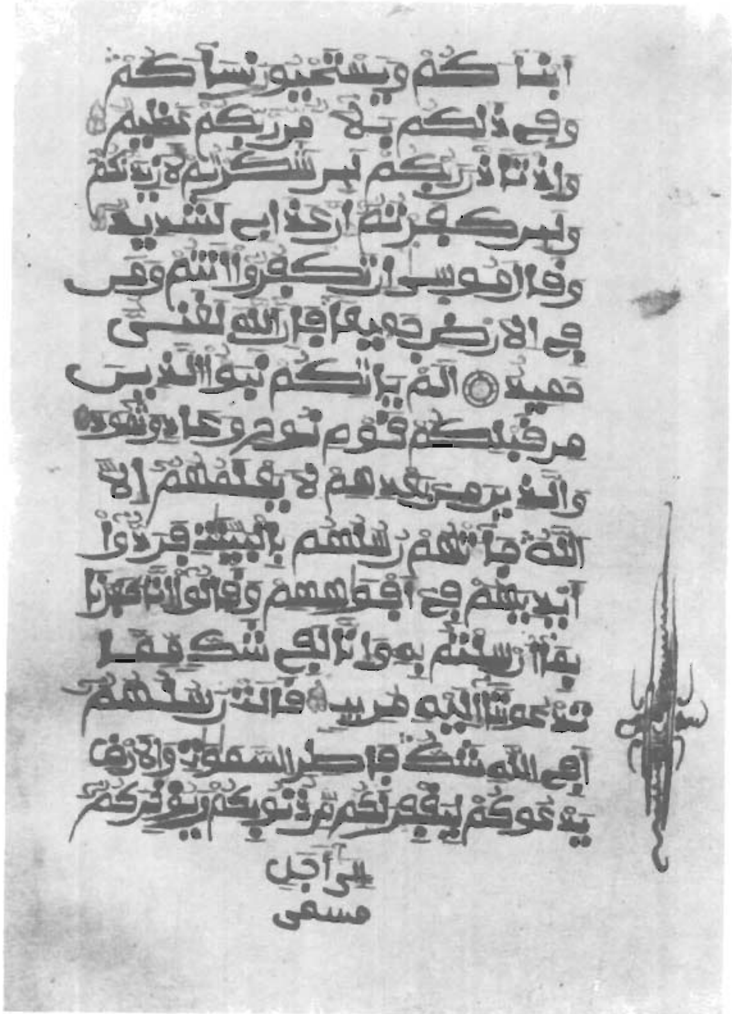
أبناءكم ويستحيون نساءكم
وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم
وإذ تأذن ربكم لئن شكرتم لأزيدنكم
ولئن كفرتم إن عذابي لشديد
وقال موسى إن تكفروا أنتم ومن
في الأرض جميعا فإن الله لغني
حميد ألم يأتكم نبؤا الذين
من قبلكم قوم نوح وعاد وثمود
والذين من بعدهم لا يعلمهم إلا
الله جاءتهم رسلهم بالبينات فردوا
أيديهم في أفواههم وقالوا إنا كفرنا
بما أرسلتم به وإنا لفي شك مما
تدعوننا إليه مريب قالت رسلهم
أفي الله شك فاطر السموات والأرض
يدعوكم ليغفر لكم من ذنوبكم ويؤخركم
إلى أجل
مسمى

نسخة نمبر ٦٨٥

الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولىنا

سورة آل عمران مائتا آية

فانصرنا على القوم الكافرين

بسم الله الرحمن الرحيم

الم الله لا اله الا هو الحي القيوم نزل عليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه
وانزل التورية والانجيل من قبل هدى للناس وانزل الفرقان ان الذين كفروا
بايات الله لهم عذاب شديد والله عزيز ذو انتقام ان الله لا يخفى عليه شيء في
الارض ولا في السماء هو الذي يصوركم في الارحام كيف يشاء لا اله الا هو
العزيز الحكيم هو الذي انزل عليك الكتاب منه ايات محكمات هن ام
الكتاب واخر متشابهات فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه
ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم يقولون
امنا به كل من عند ربنا وما يذكر الا اولوا الالباب ربنا لا تزغ قلوبنا بعد
اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ربنا انك جامع الناس

نسخه نمبر ۸۲

بسم الله الرحمن الرحيم

لإيلاف قريش ۞ إيلافهم رحلة الشتاء والصيف ۞

فليعبدوا رب هذا البيت ۞ الذي أطعمهم

من جوع ۞ وآمنهم من خوف ۞

سورة الماعون مكية وهي سبع آيات

بسم الله الرحمن الرحيم

أرأيت الذي يكذب بالدين ۞ فذلك الذي يدع اليتيم ۞

ولا يحض على طعام المسكين ۞ فويل للمصلين ۞ الذين هم

عن صلاتهم ساهون الذين هم

نسخہ نمبر ۱۲۵

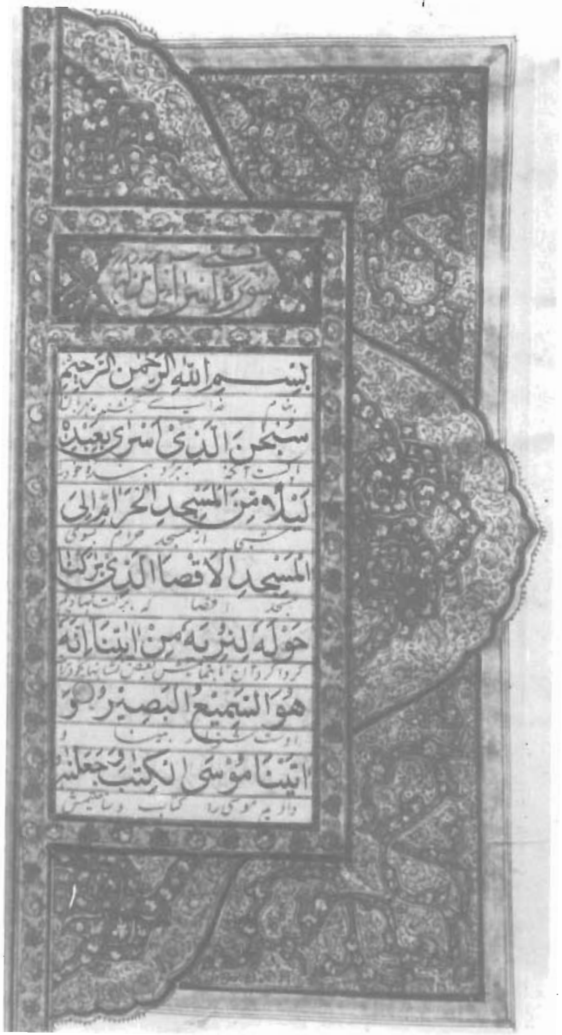
سورة اسراءيل

بسم الله الرحمن الرحيم
سبحن الذي اسرى بعبده
ليلا من المسجد الحرام الى
المسجد الاقصا الذي بركنا
حوله لنريه من ايتنا انه
هو السميع البصير و
اتينا موسى الكتب وجعلنه

نسخہ نمبر ۶۸۳

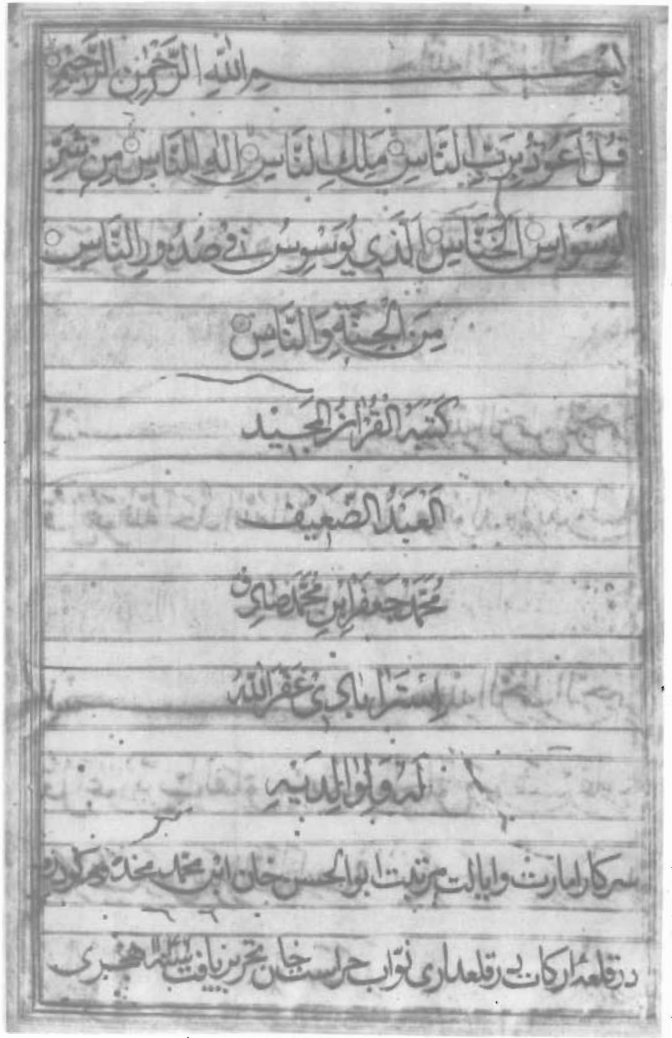
بسم الله الرحمن الرحيم
قل اعوذ برب الناس ملك الناس اله الناس من شر
الوسواس الخناس الذي يوسوس في صدور الناس
من الجنة والناس
كتبه القرآن المجيد
العبد الضعيف
محمد جعفر ابن محمد صادق
استرابادي غفر الله
له ولوالديه
سركار امارت وايالت مرتبت ابو الحسن خان ابن محمد ...
در قلعه ارکات ... نواب ... خان تحرير يافت ... هجری

نسخہ نمبر ۴۲۲

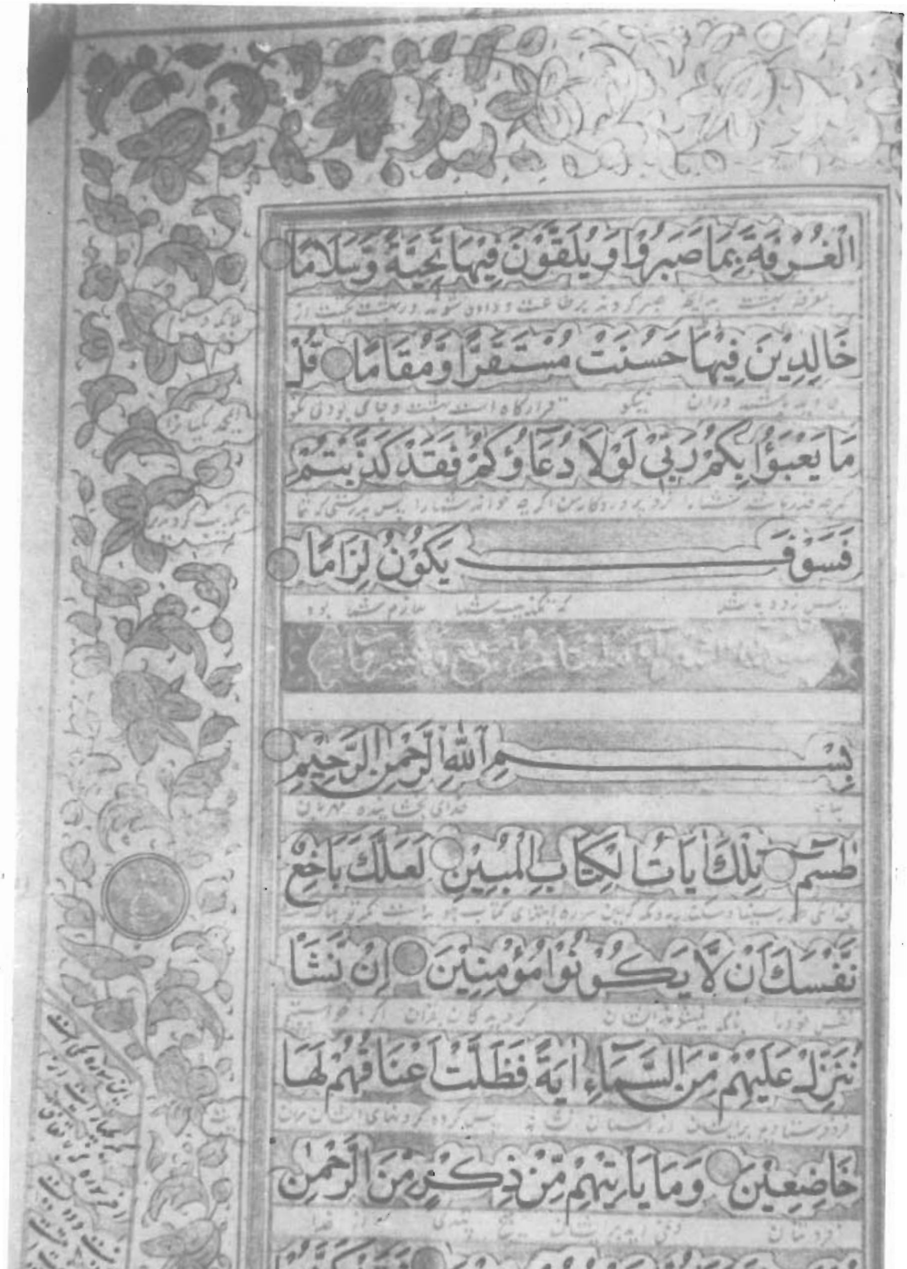
الغرفة بما صبروا ويلقون فيها تحية وسلاما
خالدين فيها حسنت مستقرا ومقاما قل
ما يعبؤا بكم ربي لولا دعاؤكم فقد كذبتم
فسوف يكون لزاما
بسم الله الرحمن الرحيم
طسم تلك آيات الكتاب المبين لعلك باخع
نفسك ألا يكونوا مؤمنين إن نشأ
ننزل عليهم من السماء آية فظلت أعناقهم لها
خاضعين وما يأتيهم من ذكر من الرحمن
محدث إلا كانوا عنه معرضين فقد كذبوا

نسخہ نمبر ۱۹

شرقيا ۞ فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا

اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا ۞ قالت اني اعوذ بالرحمن منك

ان كنت تقيا ۞ قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما

زكيا ۞ قالت انى يكون لي غلام ولم يمسسني بشر ولم اك بغيا ۞

قال كذلك قال ربك هو علي هين ولنجعله اية للناس ورحمة

منا وكان امرا مقضيا ۞ فحملته فانتبذت

به مكانا قصيا ۞ فاجاءها المخاض الى جذع النخلة قالت يا

ليتني مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا ۞ فناديها من تحتها

الا تحزني قد جعل ربك تحتك سريا ۞ وهزي اليك بجذع

النخلة تساقط عليك رطبا جنيا ۞ فكلي واشربي وقري عينا

فاما ترين من البشر احدا ۞ فقولي اني نذرت

نسخه نمبر ۱۲۳

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل
الملائكة رسلا اولي اجنحة مثنى وثلاث
ورباع يزيد في الخلق ما يشاء ان الله على كل شيء
قدير ما يفتح الله للناس من رحمة
فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرسل له
من بعده وهو العزيز الحكيم يا ايها
الناس اذكروا نعمت الله
عليكم هل من خالق غير الله يرزقكم
من السماء والارض لا اله الا هو فاني
تؤفكون وان يكذبوك فقد كذبت
رسل من قبلك والى الله ترجع الامور
يا ايها الناس ان وعد الله حق فلا تغرنكم
الحيوة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور
ان الشيطان لكم عدو

نسخہ نمبر ۱۱۵